

قائد بلوچستان میں

العام الحق کوثر

آل انڈیا مسلم لیگ نے قائد اعظم کی قیادت میں ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو حصول پاکستان کی منزل کا تعین کیا۔ مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے کے لئے قائد اعظم محمد علی جناحؒ ہندوستان کے دورے کئے۔ اس عرصہ میں وہ بلوچستان میں کئی بار تشریف لائے اور بلوچستان کے کئی شہروں میں مسلم اجتماعات سے خطاب فرمایا۔ جسکی روئیداد حسب ذیل صفحات میں قلمبند کی جا رہی ہے۔

۲۶ جون ۱۹۴۳ء کو قائد اعظم محترمہ مس فاطمہ جناحؒ کے ہمراہ پہلی بار کوئٹہ تشریف لائے تھے۔ ان کا شاہانہ جلوس کوئٹہ اسٹیشن سے ساڑھے نو بجے صبح روانہ ہو کر ساڑھے بارہ بجے دفتر مسلم لیگ قندھاری بازار میں ختم ہوا۔ جلوس کے لئے شہر کے مختلف حصوں میں تیرہ دروازے مثلاً باب پاکستان، باب جناح، باب عمر، باب علی، باب حسین، باب فاطمہ، باب اقبال، باب الفتح، باب عیسیٰ وغیرہ شاندار چیمانہ پر بنائے اور سجائے گئے تھے۔ جلوس میں پچاس ہزار کے قریب افراد شامل تھے۔ اس اجتماع میں عام لوگوں کے علاوہ مسلم نیشنل گارڈ کے دستے، بلوچستان کے مختلف اضلاع سے آئے ہوئے رضاکار مندوبین، بلوچستان مسلم لیگ کے اراکین اور معزز حضرات، مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سینکڑوں کی تعداد میں ممبران، بچہ مسلم لیگ کے چھوٹے چھوٹے سینکڑوں کی تعداد میں مسلمان بچے، غیر مسلم حضرات کے گروپ، خاکساروں کے سوار اور پیدل دستے موجود تھے۔

مسلمانان کوئٹہ نے بلوچستان مسلم لیگ اور سٹی مسلم لیگ کوئٹہ کے ماتحت اسی دن خیراتین تقسیم کرنے کے واسطے غلامات کیے تھے۔ مختلف سڑکوں اور گلیوں پر عرق گلاب، عرق بید مشک اور عرق کیوڑہ اور مختلف قسم کے شربتوں سے سبیلین چلائی گئی تھیں۔ اس کار خیر میں غریب

مجلد تاریخ و ثقافت پاکستان، اکتوبر ۱۹۹۳ء / اپریل ۱۹۹۴ء

اوسط اور امیر طبقے کے مسلمان سب شریک تھے۔

جلوس کے اختتام پر قائد اعظم نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اگر کوئی بادشاہ بھی ہوتا تو آج کے اس بڑے جلوس پر فخر کر سکتا تھا۔ مسلم لیگ نے مسلمانوں کی عزت بڑھائی ہے۔ آج مسلم لیگ کی آواز نہ صرف ہندوستان بلکہ ساری دنیا میں بلند ہو رہی ہے۔ آپ اگر مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے منظم ہو جائیں تو مجھے کوئی شک نہیں کہ ہم متحد ہو کر پاکستان لے کر ہی رہیں گے۔

قائد اعظم نے کوئٹہ میں اپنے قیام کے دوران روزانہ ملاقات کا وقت ساڑھے دس بجے صبح سے ساڑھے بارہ بجے دوپہر تک مقرر کیا تھا۔ جس میں پبلک کا ہر ایک شخص مل سکتا تھا۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے متعدد صاحبان نے آپ سے ملاقات کی۔ ان میں پروفیسر ڈاکٹر محمد باقی بھی شامل تھے۔ آپ نے اپنے تاثرات پر مبنی ایک مضمون بھی تحریر فرمایا^۱۔ یکم جولائی ۱۹۴۳ء کو قائد اعظم کی موجودگی میں بلوچستان کو نسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ سالانہ انتخاب میں قاضی محمد عیسیٰ خان صدر، میر جعفر خان، جمالی اور میر محمد علی خان نائب صدر اور سردار غلام محمد خان ترین جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔

۲ جولائی ۱۹۴۳ء کو قائد اعظم محمد علی جناح نے جامع مسجد کوئٹہ میں جمعہ کی نماز پڑھی۔ شام کے وقت صوبائی مسلم لیگ کے پنڈال (واقع اسلامیہ ہائی سکول کوئٹہ) میں رسم پرچم کشائی ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ یہی جھنڈا سرزمین بلوچستان میں بلند کیا جائے گا۔ پاکستان کی کئی مسلمانان بلوچستان کے ہاتھ میں ہے^۲۔

۳ جولائی ۱۹۴۳ء کو بلوچستان مسلم لیگ کے تیسرے سالانہ اجلاس کی پہلی نشست سے خطاب کرتے ہوئے قائد اعظم نے فرمایا ”ایسا شاندار اجتماع مسلمانان بلوچستان کی سیاسی بیداری کا ثبوت ہے۔ ہندوستان کے شہر تو شہر، مہمات میں بھی پاکستان کا مقصد خوب پہنچ چکا ہے۔ مسلمان اس کے حصول میں اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے سے دریغ نہیں کریں گے“^۳۔

بلوچستان مسلم لیگ کے تیسرے سالانہ اجلاس کی دوسری نشست منعقدہ ۴ جولائی ۱۹۴۳ء

کو خطاب کرتے ہوئے قائد اعظم نے فرمایا تھا "مسلمانوں! مستی اور سستی دونوں چھوڑ دو۔ تعلیم اور تجارت سے قوت حاصل کرو۔ مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے آجائیں، آپ سب کچھ حاصل کر سکیں گے"۔^۵

اسی اجلاس میں مسلمانان بلوچستان کی طرف سے قاضی محمد عیسیٰ نے اسلامی تلوار قائد اعظم کی خدمت میں پیش کی تھی۔ جس پر قائد اعظم نے کہا تھا "تلوار جو آپ نے مجھے عنایت کی ہے۔ صرف حفاظت کے لئے اٹھے گی۔ نہ کہ کسی پر ظلم کرنے کے لئے"۔^۶ ۶ جولائی ۱۹۴۳ء کو قائد اعظم نے گورنمنٹ سنڈیمین ہائر سیکنڈری سکول کامرانہ بھی فرمایا تھا اور اپنے خطاب میں نوجوانوں کو دنیا کے حالات سے بخوبی طور پر باخبر رہنے کا مشورہ دیا تھا۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا تھا "میں امید کرتا ہوں کہ جب میں دوسری بار آؤں گا تو آپ کے اس کالج کو ڈگری کالج بنا ہوا دیکھوں گا۔ اس وقت آپ کا کالج نہ ادھر ہے نہ ادھر"۔ ملحوظ خاطر رہے کہ قیام پاکستان کے بعد ہی یہ ہائر سیکنڈری سکول صحیح معنوں میں کالج بنا، جو اب سائنس کالج ہے۔ پیشتر ازیں ۴ جولائی ۱۹۴۳ء کو قائد اعظم نے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن بلوچستان کے شاندار اجلاس سے بھی خطاب فرمایا تھا۔ ان دنوں سردار خیر محمد خان صدر اور نظر محمد جنرل سیکرٹری تھے۔

قائد اعظم کے بلوچستان کے ۱۹۴۳ء کے پہلے دورے پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک غیر مسلم نے کہا تھا "آج بلوچستان میں جس عرت اور محبت کی نگاہ سے قائد اعظم دیکھے جاتے ہیں اس نظر سے کبھی کوئی سیاسی رہنما نہیں دیکھا گیا"۔^۷

ستمبر ۱۹۴۵ء میں قائد اعظم اپنی ہمشیرہ محترمہ مس فاطمہ جناح کے ساتھ جب دوسری بار بلوچستان تشریف لائے تھے تو آپ نے قوم کو "چاندی کی گولیاں" (Silver Bullets) دینے کو کہا تھا اور ساتھ ہی کہا تھا کہ میں آزادی کی جنگ لڑ کر تمہیں پاکستان دوں گا۔^۸ اس کے جواب میں ایک بلوچستانی مسلمان نے نام ظاہر کئے بغیر چاندی کی دو سلاخیں بھجوائیں جن کا وزن ساڑھے پانچ ہزار تولہ یعنی کوئی ڈیڑھ من تھا۔

قیام پاکستان کے بعد قائد اعظم کئی بار کوئٹہ تشریف لائے۔ ۱۳ جون ۱۹۴۸ء کو پارسى جماعت

کوئٹہ کی ایک دعوت میں قائد اعظم نے شرکت کی اور کہا کہ میری حکومت اور خود میری یہ پالیسی ہے کہ رنگ یا نسل کے امتیاز کے بغیر ہر فرقے کی جان، مال اور آبرو کا تحفظ کیا جائے۔ ۱۴ جون ۱۹۳۸ء کو اسٹاف کالج کوئٹہ کے آفیسروں کو خطاب میں کہا کہ ”جب آپ حلف اٹھاتے وقت کہتے ہیں کہ پاکستان کے آئین اور مملکت کا وفادار ہو گا تو میری خواہش ہے کہ آپ ملک کے آئین کا مطالعہ کریں اور آئین کی تمام پیچیدگیوں کو مد نظر رکھیں۔“

۱۵ جون ۱۹۳۸ء کو آپ نے کوئٹہ میونسپلٹی کے ایک استقبالیہ میں شرکت کی۔ سپاسنامے کا جواب دیتے ہوئے قائد اعظم نے فرمایا۔ ”کہ مجھے یہ دیکھ کر تکلیف ہوتی ہے کہ پاکستانیوں میں صوبائی عصیت کا زہر موجود ہے۔ انہوں نے لوگوں پر زور دیا کہ وہ یہ بھول جائیں کہ وہ بلوچی، پٹھان، سندھی، پنجابی اور بنگالی ہیں۔ بلکہ خود کو اول و آخر صرف پاکستانی سمجھیں۔“

قلات

کوئٹہ سے کراچی جاتے ہوئے سو میل یعنی ۱۲۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک شہر قلات ہے۔ جو سابقہ ریاست قلات کا صدر مقام بھی تھا۔ ۱۰ جولائی ۱۹۴۳ء کو صبح دس بجے حضرت قائد اعظم قلات تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ محترمہ فاطمہ جناح اور قاضی محمد عیسیٰ خان بھی تھے۔ آپ کو اعلیٰ حضرت خان آف قلات نے مدعو کیا تھا۔ ۲۶ جون ۱۹۴۳ء کو جب قائد اعظم کوئٹہ تشریف لائے تھے تو سب سے پہلے جن صاحبان نے استقبال کیا تھا ان میں خان قلات کے پرائیویٹ سیکرٹری عبدالروف بھی تھے۔

۲۸ جون ۱۹۴۳ء کو جنہیں قائد اعظم نے شرف ملاقات بخشا ان میں مسٹر عبدالروف بی۔ اے (علیگ) سیکرٹری ہنر ہائیس والی قلات (پندرہ منٹ) شہزادہ عبدالکریم خان برادر ہنر ہائیس والی قلات (پندرہ منٹ) شامل تھے۔

۱۰ جولائی ۱۹۴۳ء کو اعلیٰ حضرت خان قلات کے بھائی شہزادہ عبدالکریم قائد اعظم کو کوئٹہ سے

ملے کر گئے۔ حدود ریاست سے قائد اعظم کا پر شکوہ استقبال کیا گیا اور راستے کے تمام ریاستی مہمات اور قصبات کے عامۃ المسلمین نے قائد اعظم کا استقبال کیا، جس میں ریاستی حکام بھی شامل تھے۔ ریاست کی سرحد پر ناظم صاحب ساراوان نے استقبال کیا۔ مستونگ کے سردار میر بہرام خان وزیر عدلیہ نے ریاست قلات کی طرف سے قائد اعظم کا خیر مقدم کیا اور چائے پارٹی دی۔ قلات سے قریب خان بہادر محمد نواز خان اسسٹنٹ وزیر اعظم نے حضرت قائد اعظم کو خوش آمدید کہا۔ قلات میں ہزاروں افراد نے جو قائد اعظم کو دیکھنے کے لئے بے قرار تھے، ان کا پر جوش خیر مقدم کیا۔ قلات کی تمام سڑکوں کو دہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ ریاست کی فوج نے ان کی خدمت میں نصف میل کا گارڈ آف آنر پیش کیا۔ چاند باغ میں اعلیٰ حضرت خان آف قلات نے جناح صاحب کا خیر مقدم کیا۔

قائد اعظم کی آمد کے موقع پر قلات میں عشا ئیہ دیا گیا۔ جس میں تقریر کرتے ہوئے خان قلات نے جناح صاحب کی تشریف آوری پر بہت مسرت ظاہر کی اور کہا کہ جناح صاحب کروڑوں مسلمانوں کے بلا اختلاف رہنما ہیں۔ جن کی تشریف آوری نے قلات کی عزت بڑھادی۔

قائد اعظم تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تو مسرت خیز تالیاں بجیں۔ انہوں نے خان صاحب کا شکریہ ادا کیا اور بلوچ مسلمانوں کی بیداری کا بھی شکریہ ادا کیا جس کو انہوں نے ہر جگہ دیکھا تھا۔ قائد اعظم کو ایک خوبصورت ٹیم میں ٹھہرایا گیا۔ یہ ان کی زندگی کا پہلا تجربہ تھا جس سے وہ بہت مسرور ہوئے۔ واپسی پر بمقام مستونگ پھر ان کو دعوت دی گئی۔ اس مرتبہ وزیر اعظم قلات نے ان کی دعوت کی جس میں قلات کے دوسرے مہمیداران بھی شریک تھے۔

قائد اعظم نے قریباً دو سال بعد خان قلات کے نام اپنے ایک خط مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۴۵ء میں اس دورے کی طرف یوں اشارہ کیا تھا۔ ”جب مجھے قلات میں کچھ دنوں کے لئے ٹھہرنے کا موقع ملا تھا تو آپ بہت مہربانی سے پیش آئے تھے۔ میں نے آپ کے کیمپ میں بہت دلکشی محسوس کی تھی اور مجھے اس چھوٹے سے خوبصورت بنگلہ سے محبت ہو گئی تھی۔“

خان معظم تحریر فرماتے ہیں کہ قائد اعظم کو بلوچستان کے دورے کے موقع پر (ریاست قلات کے حکمران کی طرف سے) مکمل فوجی گارڈ آف آنر پیش کیا جاتا تھا اور اکیس توپوں کی سلامی دی

مجلہ تاریخ و ثقافت پاکستان، اکتوبر ۱۹۹۳ء / اپریل ۱۹۹۴ء

جاتی تھی۔ یہ استقبالیہ اعزاز صرف دائرہ ہند کے لئے مخصوص تھا۔

پشین

کوئٹہ سے تیس میل یعنی قریباً باون کلومیٹر دور ایک شہر پشین ہے جو پہلے ایک تحصیل کا درجہ رکھتا تھا اب ضلع بن چکا ہے اور یہ یقیناً پاکستان کا فیض ہے۔ ۲۵ جون ۱۹۴۳ء میں پہلی بار قائد اعظم محمد علی جناح بلوچستان کے دورے پر تشریف لائے تھے۔ کوئٹہ میں دوران قیام ہر روز مختلف صاحبان آپ سے ملاقات کرتے۔ ۲۸ جون ۱۹۴۳ء کو سردار غلام محمد خان ترین جنرل سیکرٹری بلوچستان مسلم لیگ نے قائد اعظم سے ملاقات کی اور قائد اعظم نے آپ کی دعوت پر بمقام پشین جاکر ڈسٹرکٹ کورٹ کوئٹہ پشین کے جملہ لگی درکرز سے تبادلہ خیالات کرنا اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرمانا منظور فرمایا۔ اسی پروگرام کے مطابق قائد اعظم ۸ جولائی ۱۹۴۳ء کی شام کو پشین تشریف لے گئے تھے۔ الاسلام کوئٹہ کی اشاعت ۱۳ جولائی ۱۹۴۳ء میں مندرج ہے کہ ۸ جولائی ۱۹۴۳ء کو تاریخ میں پہلی مرتبہ سرزمین بلوچستان کی بنجر و پر عظمت پہاڑیاں جو صدیوں سے خاموش اور پرسکوت ہیں، قائد اعظم زندہ باد اور پاکستان لے کے رہیں گے، کے فلک شکاف نعروں سے گونجیں اور گونجتی چلی گئیں^{۱۳}۔ پشین تشریف لے جاتے ہوئے آپ کے ہمراہ کونسل اور وائس کونسل ایرانی بعد اپنی بیگمات، قاضی عیسیٰ، محترمہ فاطمہ جناح اور میر جعفر خان جمالی تھے۔ آپ کے پیچھے پیچھے آنے والوں میں سردار محمد عثمان خان جوگیزی، ملک جان محمد خان سالار اعظم بلوچستان مسلم نیشنل گارڈز، سیٹھ محمد اعظم اور حافظ عبدالکریم شامل تھے۔ پشین کے کچھ فاصلے پر پاکستان گیٹ نصب تھا۔ جس سے گزر کر قائد اعظم اور ان کی پارٹی کو جلوس کی صورت میں شہر کے بڑے بازار سے لے جایا گیا۔ گیٹ پر غلام محمد ترین کی قیادت میں چھ ہزار لوگوں نے قائد اعظم کا خیر مقدم کیا۔ تمام شہر کو دھن کی طرح آراستہ کیا گیا تھا۔ قائد اعظم کی کار کے آگے پولیس بینڈ نے جلوس کی عظمت کو دوبالا کر دیا تھا۔ جلوس میں قبائلی سردار، ملک، بچے، بوڑھے، اور نوجوان سبھی

شامل تھے۔ یہ شاندار جلوس سردار غلام محمد خان کے باغ میں جا کر ختم ہوا۔ جہاں لوگوں کی تعداد آٹھ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ وہیں آپ کے لئے مسند بکھائی گئی تھی۔ آپ کے ایک طرف سردار غلام محمد خان اور دوسری طرف قاضی محمد عیسیٰ تشریف فرما تھے۔ قاضی عیسیٰ نے اپنی تقریر میں قائد اعظم کا شکریہ ادا کیا کہ وہ اتنے بلند پایہ لیڈر ہو کر پشین جیسی چھوٹی جگہ میں تشریف لائے۔ بعد ازاں قاضی صاحب نے قائد اعظم کی ان خدمات کا ذکر کیا جو انہوں نے مسلم قوم کی بہتری کے لئے سرانجام دی ہیں اور ان کے پاکیزہ اور بلند ارادوں سے حاضرین کو آگاہ کیا جو وہ اپنے دل میں مسلمانوں اور بلوچستان کے باشندوں کی بہبود و بہتری کے لئے رکھتے ہیں۔ قاضی صاحب نے مسلم لیگ کے پروگرام کی وضاحت فرمائی اور اس میں شمولیت کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ اسے مضبوط بنائیے تاکہ ہم جلد از جلد پاکستان حاصل کر سکیں۔

قائد اعظم نے اردو میں ایک مختصر اور پر مغز تقریر میں معزز میزبان اور حاضرین کا نہایت موزوں الفاظ میں شکریہ ادا کیا جنہوں نے آپ کا شاہانہ استقبال کیا۔ اس کے بعد آپ نے بلوچستان سے اپنی دلچسپی کا ذکر کرتے ہوئے ۱۹۳۹ء میں جہاں مسلم لیگ کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس وقت سے لے کر ہمارا بلوچستان کے معاملات سے براہ راست تعلق ہے سہتا نچہ آپ نے اس کا نتیجہ دیکھ لیا ہوگا کہ چار سال کے عرصے میں آپ کے صوبہ کو اسقدر اہمیت حاصل ہو گئی ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا بھر میں آپ کو عرت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ یہ سب مسلم لیگ کی بدولت سے ہے۔ اگر آپ سب حضرات متحد ہو کر باہمی اختلافات مٹا کر اس ہلالی پرچم کے نیچے جمع ہو گئے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ وقت دور نہیں جب آخر ہم خدا کے فضل و کرم سے پاکستان حاصل کریں گے، اسلامی حکومت کی بنیاد رکھیں گے۔ آخر میں آپ نے دعا فرمائی کہ خدا آپ کو خدمت اسلام کی توفیق عطا فرمائے اور خوشحالی و فراغت نصیب کرے^{۱۴}۔

قائد اعظم کے اعزاز میں دیئے گئے عشائیہ میں دو صد مسلمانوں نے شرکت کی۔ اگلے روز صبح آپ کے اعزاز میں ہوائی اڈہ کے میدان میں کشتی، نیزہ بازی اور گھوڑ دوڑ ہوئی جسے دیکھنے کے لئے دس ہزار آدمیوں نے شرکت کی۔ حکام نے مستظہمین کو جہاں سے جگہ بدلنے کے لئے کہا تو انہوں نے صاف

انکار کر دیا، پستولیں اور بندوقیں نکال لیں اور کہا کہ جلسہ یہیں ہوگا۔ اب جگہ کا بدلنا قائد اعظم کی توہین ہے جسے ہم کسی انداز میں برداشت نہیں کریں گے۔ عوامی قوت کے سامنے انگریز حکومت کو ہتھکڑا۔

قائد اعظم نے جیتنے والے کھلاڑیوں کو انعامات دیئے اور آپ نے یقین دلایا کہ اگر لوگوں نے لیگ کی تائید کی تو لیگ بھی ان کی تائید کرے گی۔ پشین میں ایک دن اور ایک رات گزارنے کے بعد روانہ ہونے سے پہلے قائد اعظم نے کہا "کاش میں ایک مہینہ یہاں رہ سکتا۔ آرام بھی مل جاتا اور کم از کم ایک لاکھ ڈالر بھی کمالیتا" اس پر قاضی عیسیٰ نے ایک لاکھ ڈالر کے بارے میں پوچھا۔ جواب ملا ایک امریکن میگزین نے انہیں یہ پیشکش کی ہے کہ وہ اپنی سیاسی تحریک پر اگر لکھیں تو انہیں یہ معاوضہ ملے گا۔ اس میں آدھا تھہرا ہوتا عیسیٰ۔ قاضی صاحب نے عرض کیا "غریب خانہ ہر وقت حاضر ہے۔ ضرور آرام کریں" جواب دیا "میرے لئے آرام کہاں؟ ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا ہے"۔

مستونگ

کوئٹہ سے کراچی جاتے ہوئے تیس میل یعنی بادون کلو میٹر دور ایک شہر مستونگ ہے جو سابقہ ریاست قلات کی ایک تحصیل تھی اب ضلع بنا ہے جو یقیناً پاکستان کا فیض ہے۔ جولائی ۱۹۴۳ء میں یہاں قائد اعظم قلات جاتے ہوئے اور آتے ہوئے چائے پاوٹی کے لئے رکتے تھے۔

۱۴ ستمبر ۱۹۴۵ء کو قائد اعظم اپنی بہن محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ کراچی سے کوئٹہ پہنچے، ان کی آمد "خالص ذاتی" تھی پھر بھی استقبال کرنے والوں کی خاصی تعداد تھی۔ ان میں قاضی محمد عیسیٰ، پرائیویٹ سیکرٹری اعلیٰ حضرت خان قلات، ملک محمد اعظم صدر سٹی مسلم لیگ اور مسٹر عبدالرؤف چیف سیکرٹری ریاست قلات بھی تھے۔ قائد اعظم ریلوے اسٹیشن سے کار میں بیٹھ کر قلات ہاؤس چلے گئے۔ کوئٹہ میں ان کے میزبان قاضی محمد عیسیٰ تھے یہاں چند روز قیام کے بعد قائد اعظم

مستونگ تشریف لے گئے جہاں وہ خان قلات کے مہمان ہوئے اور آپ شاہی باغ مستونگ کے بنگلہ میں قیام پذیر ہوئے۔ اس دوران میں اعلیٰ حضرت خان قلات نے آپ کے اعزاز میں ایک پر تکلف ضیافت کی، جس میں سرفروز خان نون کو بھی شریک ہونے کی دعوت دی گئی تھی۔

مستونگ میں اپنے قیام کے دوران قائد اعظم طلباء کی دعوت پر ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو ہائی سکول مستونگ کا معائنہ کرنے گئے تو سکول کے سکاؤٹوں نے آپ کو سلامی بی اور طلباء نے آپ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کرنے کے بعد ۲۲ روپے تین آنہ کی تحصیل بھی پیش کی۔

یہ بلوچستان کی سابق ریاستوں کا پہلا سکول تھا جو ۱۹۰۴ء میں بحیثیت پرائمری سکول کھولا گیا تھا۔ ۱۹۱۸ء میں مڈل اور ۱۹۳۷ء میں ہائی سکول بنایا گیا تھا۔

قیام پاکستان تک چاروں ریاستوں کا یہ واحد ہائی سکول تھا۔ اس کی عمارت یونائب کی تھی جس کے صحن میں زمین پر سکول کے تمام بچوں کو بٹھایا گیا تھا اور درمیانی برآمدے میں قائد اعظم کے لئے میز اور کرسی رکھی گئی جہاں وہ تشریف فرما ہوئے۔ محترمہ فاطمہ جناح ان کے ساتھ سکول تشریف نہیں لائی تھیں۔ البتہ جناب کے ایچ خورشید انکے ساتھ تھے جو ان کی بائیں جانب کرسی پر بیٹھے تھے۔ اس زمانے میں بلوچستان کے مشہور رہنما میر عبدالباقی بلوچ اسی سکول میں پڑھتے تھے۔ انہیں قائد اعظم کے سامنے ایک کاغذ پر لکھے ہوئے چند اشعار ترنم کے ساتھ پڑھنے کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔ ان اشعار میں سے ایک یہ تھا۔

ابنی یہ مسلمانان ہندوستان کہتے ہیں
ہمیں وہ ملک دے دے جسکو پاکستان کہتے ہیں
جب میر عبدالباقی بلوچ اپنی نشست کی جانب جانے لگے تو قائد اعظم نے ہاتھ کے اشارے

سے انہیں اپنے قریب بلایا اور اشعار والا کاغذ لے کر کے ایچ خورشید کو دیا۔ طلباء کی تعداد ایک ڈیڑھ سو تھی اس لئے کسی لاؤڈ سپیکر وغیرہ کا انتظام نہیں تھا۔ قائد اعظم نے اپنی گرجدار آواز میں ایک مختصر تقریر اردو زبان میں کی۔ آپ نے حصول تعلیم پر زور دیا اور کہا کہ تعلیم کے بغیر بالکل اندھیرا ہے۔ اگر اجالے کی طرف آنا چاہتے ہو تو تعلیم کی طرف توجہ دو۔ آخر میں آپ نے پرجوش انداز میں

فرمایا، ہم پاکستان (ضرور) حاصل کریں گے۔^{۱۷}۔ لفظ ”ضرور“ پر آپ نے زور دیتے ہوئے اپنے سامنے رکھی ہوئی میز پر مکا بھی مارتا تھا۔ بقول میر عبدالباقی بلوچ ”انکے انداز میں بلا کا عزم و اعتماد تھا اور ان کی آنکھوں میں ایسی بارعب مگر دلکش چمک تھی کہ لمحات اب بھی مجھے اکثر یاد آتے ہیں اور جب بھی یاد آتے ہیں ایک ناقابل بیان لطف ملتا ہے۔“^{۱۸}۔

قائد اعظم نے وزیر بزک میں انگریزی میں لکھا تھا، جس کا اردو ترجمہ یہ ہے ”میں خوش ہوں کہ مجھے سکول کے محاذ کا موقع ملا۔ میں نے ملاحظہ کیا کہ مستونگ جیسی چھوٹی سی جگہ میں اس قسم کا ادارہ موجود ہے جو ریاست کے زیر انتظام قابل تعریف ہے۔ کیونکہ یہ ادارہ برطانوی ہندوستان کے بڑے شہروں کے اسی قسم کے اداروں کا بخوبی مقابلہ کر سکتا ہے۔ مجھے آئندہ ترقیاتی تجاویز کا بتایا گیا جو کہ ریاست کے زیر غور ہیں اور مجھے یقیناً امید ہے کہ اب ان منصوبوں کو عملی جامہ پہنادیا جائے گا۔ کیونکہ یہ جنگ ختم ہو چکی ہے۔“^{۱۹}۔

سکول کے محاذ کے دوران قائد اعظم ہاسٹل بھی تشریف لے گئے۔ بلوچستان کی ایک نامور علمی شخصیت سرور حسین ایوبی مرحوم وہاں استاد تھے۔ انکے بقول ”قائد اعظم ہاسٹل میں طلباء کے نظم و ضبط اور صفائی کے معیار سے بہت خوش ہوئے۔ مستونگ سے قریب بلوچستان بھر میں سب سے عمدہ گندم پیدا کرنے والے علاقہ دشت کی گندم سے تیار کی ہوئی روٹی کا ایک ٹکڑا آپ نے کھایا تو روٹی کے ذائقے کی بہت تعریف کی۔“^{۱۹}۔

مستونگ میں قائد اعظم کی آمد کے موقع پر شاہی باغ سے متصل فٹبال گراؤنڈ میں سکول فٹ بال ٹیم کھیل رہی تھی۔ آپ بھی کچھ دیر اس کھیل سے مخطوط ہوئے۔ ان دنوں مستونگ سکول میں جو کچھ زیر تعلیم تھے ان میں سے بعض کے انٹرویو لئے گئے۔ میر محمد یوسف کر دکا کہنا ہے۔ ”میں اور میر عمت کر داس وقت تیسری اور چوتھی جماعت میں پڑھتے تھے۔ میں چچا میر عبدالعزیز کر دجو اس وقت ریاست کے وزیر مصارف و عدلیہ تھے ہمیں پھولوں کے گلہستے دے کر اپنے ہمراہ قائد اعظم سے متعارف کرانے لے گئے۔ قائد اعظم نے ہم سے بہت پیار کیا اور تعلیم حاصل کرنے کی تلقین کی ہم دونوں ان کی شخصیت سے بہت متاثر ہوئے۔“^{۲۰}۔

سبی

۲۵ جون ۱۹۳۳ء کو جب پہلی بار قائد اعظم بلوچستان کے دورے پر آئے تو ساڑھے نو بجے شب سبی اسٹیشن پر سینکڑوں افراد نے آپ کا خیر مقدم کیا تھا۔ گاڑی ٹہرتے ہی بلوچستان مسلم لیگ کے وفد کے اراکین میر جعفر خان جمالی، خان عبدالغفور خان درانی اور مولانا عبدالکریم (ایڈیٹر الاسلام، کوئٹہ) نے قائد اعظم کی خدمت میں پہنچ کر استقبالی حضرات کا تعارف کرایا۔ نعروں کی گونج میں کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی قاضی رسول بخش وائس پریزیڈنٹ ڈسٹرکٹ مسلم لیگ سبی اور قاضی داد محمد صدر لسیر پارٹی پاکستان نے بلوچی طرز کی مہمانی جس میں سبی، (پختہ گوشت، خاص بلوچستان کی چیز)، پیش کی۔ سبی اسٹیشن پر میر جعفر خان جمالی وائس پریزیڈنٹ بلوچستان مسلم لیگ کی طرف سے شاندار طریق پر کھانے کا انتظام تھا۔ گاڑی روانہ ہونے سے پہلے قائد اعظم نے چند سادہ اردو جملوں میں تمام حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اتحاد، اتفاق اور تنظیم ملت کے لئے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی۔ گاڑی چلتے وقت تک یہ بے تاب مجمع قائد اعظم کے کمرے کے گرد پروانہ وار جمع رہا اور پھر گاڑی چل پڑنے پر فلک شکاف نعرے بلند ہوئے۔^{۲۱}

قیام پاکستان کے بعد ۱۱ فروری ۱۹۳۸ء کو قائد اعظم بحیثیت گورنر جنرل پاکستان سبی تشریف لائے تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ سارا بلوچستان اور سندھ سبی کے اس چھوٹے سے شہر میں اڑ آیا تھا۔ انسانوں کا ایک سیل رواں تھا جو سبی کی سڑکوں اور بازاروں میں ہر وقت ٹھاٹھیں مارتا نظر آتا تھا۔

دھپال کے ہوائی اڈے پر متعدد اعلیٰ سول و فوجی افسران، عمائدین اور اکابرین نے آپ کا استقبال کیا۔ بلوچ رجمنٹ کے ایک دستہ کی سلامی کے بعد قائد اعظم عوام کی طرف تشریف لائے جو ایک وسیع دائرے کی صورت میں کمرے مشتاق دیدار تھے اور قائد اعظم زندہ باد، پاکستان زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔ قائد اعظم نے پورے دائرے کا چکر کاٹا اور مسکراتے ہوئے ہاتھ اٹھا اٹھا کر لوگوں کے سلاموں کا جواب دیا۔ ہوائی اڈے سے لیکر ریزیڈنسی تک سڑک کے دونوں طرف ہزاروں آدمی اپنے محبوب قائد کو ایک نظر دیکھنے کے لئے جمع تھے۔ شہر کو چھنڈیوں سے سجایا گیا تھا

اور سڑکوں پر دروازے بنائے گئے تھے۔ ریزیدینسی کی چار دیواری کے باہر بھی بے شمار لوگ قائد اعظم کو خوش آمدید کہنے کے لئے موجود تھے۔ قائد اعظم تھوڑے تھوڑے وقفوں کے بعد لان میں تشریف لاتے اور ہاتھ کے اشارے سے عوام کے اشتیاق دید کا جواب دیتے^{۲۲}۔

۱۴ فروری ۱۹۴۸ء کو قائد اعظم نے ممبران شاہی جرگہ، ممبران مجلس انتظامیہ مسلم لیگ اور بلوچستان کے سول ملازمین سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کی۔ سب میں قریباً چار سو افسروں کو خطاب کرتے ہوئے قائد اعظم نے فرمایا تھا ”دیانت داری اور خلوص کے ساتھ کام کریں اور حکومت پاکستان کے وفادار رہیں۔ چاہے آپ کے ساتھ کوئی ناانصافی ہی کی جائے۔ مجھے امید ہے کہ ایسا نہیں ہوگا، کیونکہ ہم نے ہتھیہ کر لیا ہے کہ انصاف، مساوی برتاؤ اور استحقاق کے اعلیٰ اصولوں کو برقرار رکھا جائے اور اگر آپ کی دادرسی بھی نہ ہو تو آپ یوں سمجھیں کہ آپ کا معاوضہ آپ کا ضمیر ہے اور خدا^{۲۳}۔

سبی دربار منعقدہ ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء میں قائد اعظم کا خطاب آپ کی ماضی کی تمام تقریروں سے مختلف تھا۔ یہ ایک آزاد ملک کے آزاد باشندوں کا اجتماع تھا۔ قائد اعظم نے سبی دربار میں جہاں سرداروں کے برابر جگہ دلوائی اور انہیں بھی سندیں عطا کر کے جمہوری دور کی آمد کا احساس دلایا۔ قائد اعظم نے اپنے خطاب میں کہا تھا ”جیسا کہ آپ جانتے ہیں بلوچستان کے ساتھ بڑی مدت سے میرے ذاتی تعلقات چلے آ رہے ہیں۔ جب مجھے وہ دن یاد آتے ہیں جب اس صوبہ کے لوگوں نے میرے شانہ بشانہ ہماری آزادی کی جدوجہد میں حصہ لیا تھا تو مجھے مسرت ہوتی ہے۔ ہمارے مقصد کے حاصل کرنے میں آپ نے جو حصہ لیا ہے وہ کسی طرح سے پاکستان کے دوسرے صوبوں میں کام کرنے والے آپ کے بھائیوں کی کوشش کے حصہ سے کم نہیں ہے^{۲۴}۔

آپ نے فرمایا کہ ملک کا آئین تیار ہونے میں کچھ وقت صرف ہوگا لیکن بلوچستان میں اس وقت تک کے لئے کوئی نہ کوئی جمہوری ادارہ قائم کرنا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لئے آپ نے ایجنٹ برائے گورنر جنرل کے لئے ایک مشاورتی کونسل کے قیام کا خردہ سنایا۔ اور اس خطے میں، جو برصغیر پاک و ہند میں واحد خطہ تھا اور جہاں انگریزوں نے کبھی جمہوریت کی داغ بیل ڈالنے کی

ضرورت محسوس نہیں کی تھی، یہ پہلا اعلان تھا جس میں عوام کو یہ بشارت دی گئی کہ ان کے جمہوری حقوق بحال کر دیئے جائیں گے۔

قائد اعظم نے اپنی تقریر کے آخری حصہ میں کہا "اس سکیم کو مرتب کرتے وقت صرف ایک ہی اصول میرے مد نظر رہا۔ وہ اصول اسلامی طرز حکومت کا اصول ہے۔ حضرات! میرا عقیدہ ہے کہ ہماری فلاح و بہبود کا راز ان سہرے اصولوں پر عمل کرنے میں ہے جو ہمارے سب سے بڑے شارع یعنی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے لئے تجویز کئے ہیں۔"

آپ کی تقریر سے پیشتر باشندگان بلوچستان کی جانب سے نواب محمد خان جو گزنی ممبر آئین ساز اسمبلی نے سپاس نامہ پیش کیا تھا۔

یونیورسل فلم کمپنی امریکہ نے دربار کی فلم تیار کی تھی۔ دنیا بھر کے نامہ نگار اس دربار میں شامل ہوئے تھے۔ شام کو ساڑھے پانچ بجے قائد اعظم نے تمام شرکا۔ دربار کے اعزاز میں عصرانہ دیا۔ ۱۵ فروری ۱۹۳۸ء کو مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن بلوچستان کے اراکین (حاجی محمد اعظم خان، مسعود غزنوی، سلیم جہانگیر، محمد رفیق پراچہ، عبدالرؤف، صالح محمد خان مندوخیل، محمد اکبر عبدالخالق کاسی) نے قائد اعظم سے ملاقات کی۔ پہلے ملاقات کا پروگرام طے نہ تھا۔ قائد اعظم نے روایتی انداز کو ختم کرتے ہوئے طلباء سے ملاقات کا وقت نکالا۔ جس سے یہ صاف پتہ چلتا ہے کہ انہیں طلباء سے کتنا گہرا لگاؤ تھا۔

اس موقع پر منعقدہ تعلیمی نمائش میں محترمہ فاطمہ جناح نے سنٹرل ٹریننگ سکول کے چرخہ اور بلوچستان کی معدنیات کے نمونوں کو بہت پسند کیا۔ موصوفہ یہ چرخہ اپنے ساتھ کراچی لیتی گئیں۔ مقامی حضرات نے کڑھائی اور پارچہ بانی کے کام کو بہت پسند کیا اور خواہش کا اظہار کیا کہ بارس سکول سیوی میں اس کام کو مستقل طور پر رکھا جائے۔

۱۵ فروری ۱۹۳۸ء ہی کو دن کے گیارہ بجے پریس کانفرنس تھی۔ تین بجے قائد اعظم ہوائی جہاز کے ذریعہ واپس کراچی تشریف لے گئے تھے۔

زیارت

کوئٹہ سے شمال مشرق کی جانب زیارت ۷۵ میل یعنی ۱۲۰ کلومیٹر اور سطح سمندر سے ۸۰۵۰ مربع فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ قائد اعظم جون۔ جولائی ۱۹۴۳ء میں پہلی بار بلوچستان تشریف لائے اور ۱۴ جولائی ۱۹۴۳ء کو ناشتے کے بعد آئریل سرآبرے مشکاف اے جی جی بلوچستان کی دعوت پر زیارت تشریف لے گئے۔ ۱۶ جولائی ۱۹۴۳ء کو بعد از چائے دوپہر زیارت سے کوئٹہ واپسی ہوئی۔ ۱۷ جولائی ۱۹۴۳ء کو قائد اعظم نے اورینٹ پریس کو حسب ذیل بیان دیا تھا۔ "میں نے اپنے قیام زیارت کے دوران ایجنٹ گورنر جنرل سے ملاقات کی۔ مسلمانان برٹش بلوچستان کے مطالبات کی طرف میں نے ایجنٹ مذکورہ کی توجہ دلائی اور مجھے امید ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا جو کہ برٹش بلوچستان کے معاملات میں آخری فیصلہ کن حق رکھتی ہے ان مطالبات پر نہایت احتیاط سے غور کرے گی۔" ۲۵۔

قیام پاکستان کے بعد قائد اعظم نے زیارت کو اپنا گرامی صدر مقام بنایا۔ "زیارت" وہ مقام حسن (Beauty Spot) ہے جہاں انسان فطرت کی سحر کاریوں سے مسحور ہو کر اپنا دکھ درد بھول جاتے ہیں۔

زیارت کے قیام کے دوران (جسکی ابتدا ۱۷ جون ۱۹۴۸ء کو ہوئی) قائد اعظم نے کئی مقامی سرداروں اور عام لوگوں سے ذاتی دوستی قائم کر لی تھی سہتاغچہ آپ ان سے بڑی بے تکلفی سے ان کے گھر بار کا حال احوال دریافت فرماتے۔ یہ لوگ بھی انہیں "بابائے محبت" کے لقب سے پکار کر اپنے دل کی بات بے تکلفی سے بیان کرتے۔ زیارت کے بعض بزرگ مثلاً حاجی بابو خان پانیزئی سردار مراد خان سارنگزئی اور سردار وہاب خان پانیزئی مرحوم انہی خوش قسمت لوگوں میں سے ہیں جنہیں قائد اعظم کو بہت قریب سے دیکھنے اور بے تکلفی سے بات چیت کرنے کا موقع ملا۔ یہ انہی بزرگوں کی روایت ہے کہ زیارت میں اہتائی نقاہت کے زمانہ میں قائد اعظم اکثر ان غریب اور نادار گڈریوں پر رشک کیا کرتے تھے جو پھٹے پرانے کپڑے پہنے، لاثمی سے بھری بکریوں کو ہانکتے پہاڑوں کی چوٹیوں پر

قائد بلوچستان میں

۱۹

دوڑتے کودتے پہنچ جاتے تھے۔

”زیارت“ میں اقامت پذیری کے دوران ایک روز قائد اعظم خواجہ ناظم الدین سے ڈھاکہ کوئی اہم بات کرنا چاہتے تھے اور اپنے پی۔ اے سے جلد فون ملانے کو کہا۔ ان دنوں بات بمبئی اور کلکتہ کی ٹیلی فون لائنوں سے ہوتی تھی۔ پی۔ اے نے کوشش کی لیکن بمبئی کا ٹیلی فون آپریٹر توجہ نہ دے رہا تھا۔ وہیں سردار عبدالرب نشتر مرحوم بھی موجود تھے انہوں نے بھی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہو سکی۔ بمبئی اسٹیشننگ کا آپریٹر ٹس سے مس نہ ہو رہا تھا اتنے میں قائد اعظم نے پوچھ لیا کہ اب تک کال کیوں نہیں ملانی گئی۔ پی۔ اے نے گھبرائے ہوئے انداز میں صورت حال سے آگاہ کیا۔ اس پر آپ خود بمبئی والے آپریٹر سے مخاطب ہوئے۔

ہیلو!

کون؟

”جناح سپیکنگ“ آواز میں نمکنت اور رعب تھا! کی وجہ سے آناً فاناً ڈھاکہ تک لائیں ملا دی گئیں۔ یہ وہی آواز تھی جس نے برصغیر کے مسلمانوں کو خود اعتمادی کا سبق سکھایا تھا اور اسی صداقت پسند آواز سے ان کے مد مقابل گھبرا اٹھتے تھے۔ ان کی اس خوبی کے بارے میں بلوچستان کے ایک شاعر جناب بشیر فاروق لے بہت پہلے کہا تھا:^۱

ہیبت سے اس کی لرزہ بر اندام ہیں حریف
گو جاں میں ناتواں ہے محمد علی جناح

۱۴ اگست ۱۹۴۸ء کو پاکستان کی پہلی سالگرہ تھی۔ قائد اعظم زیارت میں آرام فرما تھے۔ وہیں سے قوم کے نام اپنے پیغام میں آپ نے فرمایا:

”قدرت نے آپ کو ہر چیز عطا کی ہے۔ آپ بے حد و حساب وسائل کے مالک ہیں۔ آپ کی مملکت کی بنیاد پڑ چکی ہے اور اب یہ آپ کا کام ہے کہ اس پر عمارت تعمیر کریں اور جتنی جلد اور جس قدر خوبصورت ممکن ہو سکے۔ خدا آپ کا حامی و ناصر ہو۔ پاکستان زندہ باد۔“

۲۴ اگست ۱۹۴۸ء کو صبح آٹھ بجے زیارت میں قائد اعظم نے جہل قدمی کے لئے وقت رکھا تھا

لیکن ڈاکٹر صاحب وقت پر نہ پہنچ سکے۔ اس لئے یہ پروگرام ملتوی کر دیا۔ قائد اعظم نے ڈاکٹر صاحب سے کہا: ”میں اپنے معالجوں سے پابندی وقت کی توقع رکھتا ہوں“ یہ تھی ان کی پابندی اوقات اور حصول پرستی۔ جو ان کی زندگی کے نازک ترین اور کٹھن ترین لمحات میں بھی قائم و دائم رہی۔

حوالہ جات

- ۱۔ ہفتہ وار الاسلام، کونٹہ، ۲ جولائی ۱۹۴۳ء
- ۲۔ ایضاً، ۱۶ جولائی ۱۹۴۳ء، ص ۲۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر، دو ملاقاتیں، سالنامہ کوآپریشن، لاہور، ۱۹۵۵ء، ص ۶۔
- ۳۔ ایضاً، ۳ جولائی ۱۹۴۳ء
- ۴۔ عصر جدید، نکتہ، ۴ جولائی ۱۹۴۳ء۔ الاسلام، ۴ جولائی ۱۹۴۳ء، ص ۲
- ۵۔ ایضاً
- ۶۔ ایضاً۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر، جدوجہد آزادی میں بلوچستان کا کردار
- ۷۔ ایضاً۔ الاسلام، ۹ جولائی ۱۹۴۳ء
- ۸۔ ایضاً
- ۹۔ روزنامہ انقلاب، لاہور، ۱۶ ستمبر ۱۹۴۵ء
- ۱۰۔ پاسبان، ۱۵ جون ۱۹۴۸ء، کونٹہ اور سبی میں قائد اعظم کی تقریریں
- ۱۱۔ ایضاً، عبدالصمد درانی، قائد اعظم اور بلوچستان، اولس پشتو، کونٹہ، ستمبر ۱۹۶۶ء
- ۱۲۔ ایضاً، ۱۵ اپریل ۱۹۴۵ء، الاسلام، ۱۳ جولائی ۱۹۴۳ء، ص ۱
- ۱۳۔ الاسلام، ۹ جولائی ۱۹۴۳ء
- ۱۴۔ ایضاً
- ۱۵۔ ایضاً
- ۱۶۔ انقلاب، ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۵ء، اہلیم مستونگ (آزادی نمبر)، ۱۷ اگست، ۱۹۶۶ء
- ۱۷۔ ایضاً

قائد بلوچستان میں

۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ ایضاً

۲۰۔ ایضاً

۲۱۔ الاسلام، ۲۹ جون ۱۹۴۳ء

۲۲۔ پاسبان، ۱۲ فروری ۱۹۳۸ء

۲۳۔ ایضاً، ۱۳ فروری ۱۹۳۸ء

۲۴۔ کونینہ اور سبی میں قائد اعظم کی تقریریں، کونینہ، ۱۹۶۰ء۔۔ سبی (ماضی و حال پر ایک نظر)، کونینہ،

۱۹۶۱ء

۲۵۔ عصر جدید، کلکتہ، ۱۶ جولائی ۱۹۴۳ء

۲۶۔ انعام الحق کوثر، جدوجہد آزادی میں بلوچستان کا کردار، لاہور، ۱۹۹۱ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد کا موقر سہ ماہی مجلہ ادبیات جو خوبصورت کتابت و طباعت کے ساتھ نہایت کم قیمت میں پاکستانی ادب پر بچید معیاری تحقیقی، تنقیدی اور تخلیقی نگارشات پیش کرتا ہے۔

بدل و شراکت

بیرون ملت :		بیرون ملت :
امریکہ، کینیڈا، یورپ، مشرق بعید	مشرق وسطی، بھارت، شمالی افریقہ	فی شمارہ : ۲۰ روپے
فی شمارہ : ۱۷ ڈالر (بند پیکٹ ڈاک)	فی شمارہ : ۶ ڈالر (بند پیکٹ ڈاک)	سالانہ : ۷۵ روپے
سالانہ چھپڑ : ۲۵ ڈالر (" ")	سالانہ چھپڑ : ۲۲ ڈالر (" ")	_____ (بند پیکٹ جمنڈ ڈاک)

اکادمی ادبیات پاکستان، کیراج۔ ایٹ/دن، اسلام آباد۔ ۲۵۲۵۶۸۔ فون _____